Fikr-o-Nasar (Islamabad) 17:1-2 (1979)

رسم جہیز کے بارے میں ایک مشہور غلط فہمی

پروفیسر رفیع اللہ شہاب

سابقہ حکومت کے عہد میں قومی اسمبلی میں ایک اہم سماجی مسئلے پر بحث ہو رہی تھی۔ جس کے قانون بن جانے کے بعد ہمارے غریب معاشرے کو ایک بہت بڑی سماجی برائی سے چھٹکارا پانے میں کافی مدد مل سکتی ہے۔ یہ بل جواب قانون بن گیا ہے رسم جہیز کی زیادہ سے زیادہ حد پانچ ہزار روپے مقرر کرنے کے بارے میں ہے۔ اس بل کا اصلاحی حیثیت کا اندازہ اس امر سے لگایا جا سکتا ہے کہ وہ حکومت وقت کے مخالفین نے بھی اس کا استقبال کیا۔

بندہ کے سامنے اس وقت نہ تو اس قانون کی تفصیلات ہیں اور نہ ہی ان پر تبصرہ کرنے کا کوئی ارادہ ہے۔ راقم تو رسم جہیز کے سلسلے میں ایک مشہور العوام غلط فہمی کے بارے میں کچھ عرض کرنا چاہتا ہے۔ جس پر آج کل نجی محفلوں میں خوب خوب بحث ہو رہی ہے۔ جس دن یہ بل قومی اسمبلی میں پیش ہوا۔ اس سے اگلے دن راقم کو ایک ایسی شادی میں شرکت کرنے کا اتفاق ہوا کہ جس میں کافی تعداد میں اہل علم شریک تھے۔ چنانچہ یہ فطری امر تھا کہ رسم جہیز کی شرعی حیثیت پر بحث ہو۔ اخبارات میں اس مسودہ قانون کے بارے میں جو خبر شائع ہوئی تھی۔ اس میں اسے ایک ہندوانہ رسم اور سماجی برائی قرار دیا گیا تھا۔ بہت سے اہل علم کو رسم جہیز کے لئے ان الفاظ کے استعمال پر اعتراض تھا کیونکہ ان کے خیال کے مطابق جہیز اگر مختصر اور سادہ ہو تو وہ سنت نبویؐ ہے۔ اصل برائی اپنی حیثیت سے زیادہ اور قیمتی جہیز دینے میں ہے۔ چنانچہ ایک اہل علم جو اتفاق سے میرے بھی اور جہیز کی حد پر پابندی لگانے کا مسودہ پیش کرنے والے وفاقی وزیر کے بھی استاد تھے نے اپنے ملک کی تائید میں یہ حدیث پیش فرمائی :۔

جهز رسول الله صلى الله عليه وسلم فاطمة في خميل وقربة و وسادة حشوها اذخر۔ (سنن نسائی جلد دوم صفحہ ٥، مطبوعہ پاکستان)

(ترجمہ) یعنی حضورؐ نے حضرت فاطمہؓ کو تیار کیا ایک چادر، ایک مشکیزے اور ایک تکیے میں جس میں اذخر بھرا ہوا تھا۔

چنانچہ اس حدیث کے پیش کرنے کے بعد استاذ مکرم نے فرمایا کہ جب حضورؐ نے خود اپنی بیٹی کو جہیز دیا تو آپ لوگ اسے کیسے سماجی برائی قرار دے سکتے ہیں۔ دوسرے اہل علم نے بھی ان کی تائید کی۔

راقم نے ابھی جواب میں صرف یہی کچھ عرض کیا تھا کہ رسم جہیز کا سنت نبوی ہونا تو کجا عربی زبان میں سرے سے اس کے لئے کوئی لفظ تک نہیں کہ بارات واپسی کے لئے تیار ہو گئی۔ جس کی وجہ سے ہم لوگوں کو بھی مجبوراً مجلس برخاست کرنی پڑی تاہم اُٹھتے اُٹھتے سب نے یہ فیصلہ کیا کہ اگلے دن استاذ مکرم کے گھر پر جمع ہوں یا جہاں دینی کتب کا کافی ذخیرہ موجود ہے۔ اس لئے کسی نتیجے پر پہنچنے میں آسانی ہو گی۔

چنانچہ دوسرے دن حسب وعدہ سب حضرت استاذ مکرم کے مکان پر جمع ہوئے تو راقم نے بحث کا آغاز کیا کہ ہمارے ہاں رسم جہیز کے لئے جو لفظ جہیز استعمال ہوا ہے وہ اگرچہ عربی زبان کا لفظ ہے۔ لیکن اس کے معانی ہماری مروجہ رسم جہیز کے نہیں بلکہ اس سے مختلف ہیں۔ چنانچہ جب مختلف عربی لغات کھول کر دیکھی گئیں تو اس لفظ جہیز کے مندرجہ ذیل دو معنی لکھے گئے تھے۔

۱۔ الخفیف من الخیل ۔ ہلکا تیز رفتار گھوڑا۔

۲۔ موت سریع ۔ فوری مرگ۔

اہل مجلس کے سامنے پہلے چونکہ لفظ جہیز کے مذکورہ بالا معانی نہیں تھے اس لئے اب انہوں نے میری بات کو توجہ سے سننا شروع کیا۔ چنانچہ بندہ نے اپنی بات کو جاری رکھتے ہوئے عرض کیا کہ حضورؐ نے اپنی تمام صاحبزادیوں میں سے کسی کو بھی ان کی شادی کے موقع پر کسی قسم کا مروجہ جہیز نہیں دیا اور حضرت فاطمۃ الزہراء کے جس جہیز کے بارے میں استاذ مکرم نے اشارہ فرمایا ہے تو اس کی اصل حقیقت واضح کرنے کے لئے بندہ نے حاضرین مجلس کے سامنے سیرت النبیؐ کی مشہور کتاب شرح زرقانی جلد دوم کا صفحہ تین کھول کر رکھ دیا۔ جس میں حضرت فاطمہ کی شادی کے لئے ایک مستقل عنوان ذکر تزویج علی بفاطمۃ رضی اللہ عنہا" قائم کیا گیا تھا۔ اور اس کے نیچے مذکورہ جہیز کی تفصیل یوں بیان کی گئی تھی:۔

حتی اتیت النبی صلی اللہ علیہ وسلم فقلت: تزوجنی فاطمۃ؟ قال أعندك شئ؟ فقلت فرسی ودرعی۔ قال اما فرسك فلا بد لك منها واما درعك نبعها۔ فبعتها من عثمان بن عفان باربع مائۃ وثمانین درهما۔ ثم ان عثمان رد الدرع الی علی فجاء بالدرع والدراهم الی المصطفٰی صلی اللہ علیہ وسلم فدعا لعثمان بدعوات کما فی روایہ فجئتہ بها فوضعتها فی حجرہ فقبض منها قبضۃ فقال ای بلال ابتع لنا بها طیبا وفی روایۃ ابن ابی خیثمہ من علی امر صلی اللہ علیہ وسلم ان تجعل ثلث الاربعہ مائۃ وثمانین فی الطیب۔ وامرهم ان یجهز فجعل لها سریر مشروط ووسادہ من ادم حشوها لیف۔

(شرح زرقانی مطبوعہ مطبعہ الازھریہ مصر ۱۳۲۵ھ جلد دوم صفحہ ۳ اور ۴)

(ترجمہ) حضرت علیؓ فرماتے ہیں کہ یہاں تک کہ میں نے حضورؐ کی خدمت میں حاضر ہو کر پوچھا کہ کیا آپ حضرت فاطمہ کو مجھ سے بیاہنا پسند فرمائیں گے۔ حضورؐ نے پوچھا کیا تیرے پاس کچھ مال ہے۔ میں نے عرض کیا کہ میرا گھوڑا ہے یا زرہ۔ فرمایا گھوڑے کی تو تجھے ضرورت رہے گی۔ لیکن زرہ بکتر فروخت کر دو۔ چنانچہ میں نے حضرت عثمان بن عفان کے پاس اسے چار سو اسی درہم میں فروخت کر دیا۔ اس کے بعد حضرت عثمان نے وہ زرہ بھی واپس کر دی حضرت علیؓ وہ زرہ اور اس کی قیمت لے کر حضورؐ کی خدمت میں دوبارہ پیش ہوئے۔ حضورؐ نے حضرت عثمان کے حق میں دعائے خیر فرمائی جیسا کہ وہ روایت میں ہے۔ پھر میں نے وہ رقم حضورؐ کو پیش کی جو آپ نے اپنی گود میں رکھ دی حضورؐ نے اس میں سے ایک مٹھی بھر کر فرمایا کہ بلال اس رقم کی خوشبو خرید کر ہمارے پاس لے آؤ۔ ابن خیثمہ نے حضرت علی کی زبانی جو روایت بیان کی ہے۔ اس کے الفاظ یوں ہیں کہ حضور صلعم نے حکم فرمایا کہ ان چار سو اسی دراہم کی ایک تہائی یعنی ایک سو ساٹھ درہم کی خوشبو خریدی جائے پھر حضورؐ نے لوگوں کو حکم دیا کہ وہ حضرت فاطمہ کا سامان مہیا کریں چنانچہ ان کے لئے ایک بنی ہوئی چارپائی اور ایک چرمی تکیہ جس میں کھجور کی چھال بھری تھی تیار کئے گئے۔

حضرت علیؓ اور حضرت فاطمہ کی شادی کی ان تفصیلات سے معلوم ہوتا ہے کہ حضورؐ نے انہا جیب سے

ہمارے مروجہ رسم جہیز کی طرح کا کوئی جہیز نہیں دیا تھا۔ بلکہ حضرت فاطمہ کے لئے گھر کی ضرورت کا جو سامان مہیا کیا وہ مہر کی اس رقم سے تھا جو حضرت علی نے شادی سے پہلے ادا کر دی تھی۔ پھر یہ حقیقت بھی ذہن میں رہنی چاہئے کہ حضورؐ نے یہ سامان صرف حضرت فاطمہ کے لئے تیار کروایا۔ اپنی دوسری صاحبزادیوں کے لئے تیار نہ کروایا۔ اس کی وجہ یہ تھی کہ آپ کی دوسری صاحبزادیاں جن گھروں میں بیاہی گئیں وہاں گھریلو ضرورت کا سامان پہلے سے ہی موجود تھا۔ اس لئے کسی قسم کے سامان کی تیاری کی ضرورت نہ سمجھی گئی۔ حضرت علیؓ کا پہلے سے کوئی گھر موجود نہ تھا۔ اور روایات میں ہے کہ ایک صحابی حضرت حارثہ بن نعمان انصاری نے اپنا ایک مکان انہیں پیش کیا۔ جس کے لئے بہر حال تھوڑے بہت گھریلو سامان کی ضرورت تھی۔ جو حضورؐ نے مہر کی اس رقم سے تیار کروا دیا۔ جو حضرت علی نے شادی سے پہلے ادا کر دی تھی۔

آج سے پانچ چھ سال پہلے اسی موضوع پر ٹیلی ویژن پر ایک مختصر تقریر کے دوران راقم نے جب حضرت فاطمہ کے جہیز کے بارے میں مذکورہ بالا غلط فہمی دور کرنے کے لئے شرح زرقانی کی مذکورہ بالا عبارت کا حوالہ دیا تھا تو استاذ مکرم مولانا شاہ محمد جعفر پھلواروی صاحب نے میری کچھ مزید رہنمائی فرمائی ان دنوں وہ اہل سنت اور اہل تشیع کی متفقہ روایات کا ایک مجموعہ تیار کر رہے تھے۔ انہوں نے فرمایا کہ ائمہ اہل تشیع بھی حضرت فاطمہ کے جہیز کی یہی کچھ تفاصیل بیان فرماتے چنانچہ انہوں نے مجھے ایک شیعہ مؤلف کی کتاب "روضۃ الصفائی سیرۃ الانبیاء والملوک والخلفاء" کا ایک حوالہ نقل کرایا۔ جس کی اصل فارسی عبارت یوں ہے:۔

"چون حضرت علی فاطمہ زہرا را خواستگاری نمود، حضرت رسول فرمود کہ مہر او را چہ می سازی؟ جواب داد کہ نزد من چیزے نیست۔ حضرت فرمود کہ زرہ حطیمہ تو کجا است؟ عرض کرد موجود است۔ حضرت فرمود کہ آن را صداق ساز۔ گویند کہ حضرت علی آن زرہ را بچہار صد و ہشتاد درہم بعثمان فروخت و آن زرہے بود فراخ و سنگین و ہیچ شمشیر براو کارنمی کرد۔ عثمان بعد از خریدن بحضرت علی بخشید و مرتضیٰ علی زرہ و بہائے آن کہ چہار صد و ہشتاد درہم بود بخدمت مصطفیٰ آورد و حضرت دوبارہ عثمان دعا فرمود۔ روایتے آنست کہ دو دانگ وجہ مذکورہ را بجوی خوش صرف کردند۔ چہار دانگ او را دچہار مصرف داشتند و از آن جملہ دو جامہ بردہ و دو بازو بند نقرہ و لحاف کتان و یک نہالے از آن جنس

وجمعے دونہالے گفتہ اند ، وبعضی از جزئیات دیگر کہ محتاج الیہ بود ازان زر مرتب ساختند۔

(روضۃ الصفا فی سیرۃ الانبیاء والملوک والخلفاء مطبوعہ نولکشور لکھنؤ ۱۸۹۱ء
جلد دوم صفحہ ۴۳-۷۵)

اہل مجلس کے سامنے جب حضرت فاطمہ کے جہیز کی یہ اصل حقیقت آئی تو وہ اس سے کسی حد تک متاثر نظر آئے کیونکہ یہ تمام حوالجات انہوں نے خود نکالے۔ اس کے بعد بندہ نے استاذ مکرم کی پیش کردہ حدیث کے بارے میں گفتگو کی۔ کہ اس میں جو لفظ جہز استعمال ہوا ہے اس کے معنی جہیز دینا نہیں بلکہ تیار کرنا ہے۔ چاہے وہ دلہن کا شادی کے لئے تیار کرنا ہو یا مسافر کا سفر کے لئے یا مجاہد کا جہاد کے لئے۔ چنانچہ لغت میں اس کے یہ معنی ملتے ہیں جھز فلانا ھیا لہ جھاز سفرہ۔ یعنی فلاں کے لئے رخت سفر مہیا کیا۔ جھز الغازی۔ ای اعد ما یحتاج الیہ فی غزوہ۔ مجاہد کے لئے سامان حرب مہیا کرنا۔

مختصر یہ کہ عربی زبان میں رسم جہیز کے لئے سرے سے کوئی لفظ ہی نہیں غلط فہمی کی بنا پر جس لفظ کو ہم اس مقصد کے لئے استعمال کر رہے ہیں اس کے کچھ اور معانی یعنی ہلکا تیز رفتار گھوڑا ، یا مرگ ناگہانی ہیں۔ اس لئے ظاہر ہے کہ جس زبان میں کسی رسم کے لئے سرے سے کوئی لفظ ہی موجود نہیں تو اس کا وجود کہاں ہوگا۔ چنانچہ نہ تو ہمیں زمانہ جاہلیت میں اس کا کوئی رواج ملتا ہے اور مذکورہ بالا تفصیلات کی روشنی میں دور نبوی میں تو اس کا سوال ہی پیدا نہیں ہوتا۔ یہی وجہ ہے کہ سیرت النبیؐ تاریخ اور محاضرات کی کتابوں میں ہمیں ہزاروں شادیوں کا ذکر ملتا ہے۔ لیکن جن میں سے بعض شادیوں کی تو معمولی تفصیلات درج ہیں لیکن اگر کسی چیز کا ذکر نہیں ملتا تو وہ رسم جہیز ہے۔

تاہم ہماری اس وضاحت سے یہ نہ سمجھ لینا چاہیئے کہ اسلام میں لڑکیوں کو کچھ دینا منع ہے۔ والدین پیدائش سے لے کر جوانی تک اپنی بچیوں کو بہت کچھ دیتے رہتے ہیں اور شادی کے بعد بھی وہ ایسا کرتے رہتے ہیں اور کر سکتے ہیں سوال یہاں رسم جہیز کے بارے میں ہے کہ وہ کسی طرح سنت رسولؐ نہیں ورنہ حضورؐ ضرور اپنی صاحبزادیوں کو جہیز دیتے۔ لیکن آپ نے ترغیب والدین کی سہولت کے لئے امت مسلمہ کے لئے ایک بہترین اور قابل تقلید مثال پیش کی کہ جس پر عمل کرنے سے ہمارے ہاں کی مروجہ رسم جہیز

کی برائی ختم ہو سکتی ہے اس کے باوجود بھی اگر بعض حضرات رسم جہیز کو سنت رسولؐ قرار دینے پر مصر ہیں تو کم ازکم وہ اسی عمل ہی کو سنت رسولؐ قرار دیں کہ جو حضورؐ نے حضرت فاطمہ کی شادی کے سلسلے میں کیا کہ اس کے نئے گھر کو بسانے کے لئے تمام ضروریات کی چیزیں مہر کی اس رقم سے خریدی گئیں جو حضرت علیؓ نے پیشگی ادا کر دیا تھا۔ ہمارا یقین ہے کہ اگر اس سنت رسول پر حضورؐ کے اپنے عمل کے مطابق عمل کیا جائے تو پھر بھی ہمارے ہاں کی مروجہ رسم جہیز کی سماجی برائی فوری طور پر ختم ہو سکتی ہے۔